رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۰

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

یہ گویم بانگ آری جہاد و قادیاں ہینی | دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالاماں ہینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

از عوام سے صر

سے عہ

بیرون ہر سے

سے ۱۲ر

غیر مستطیع

دس روپے سے کم آمدنی

عہ ۱۲ر

لنگر خانہ رفیق الصحت

عرب کا بی مل لاہور

دفتر الحکم قادیان

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان موٴرخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ ذیقعد ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنے کی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے اس نمبر کے پہونچنے کے بعد دوسرا نمبر سالانہ جلسہ ہی کو شروع ہونیکے دن پہونچیگا جبکہ شاید بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادے سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچے مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریباً طیار ہو گئے ہیں۔ اب بار بار اس امر کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل ملتی ہے ہر لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی مہمانوں کی ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہیں مگر جس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سرانجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیئے۔ آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ چندے سے بہی زیادہ ہو گئے ہیں۔

کیا لاہور کی آریہ سماج خونی منظر کی محرک نہیں؟

گورنمنٹ خبردار رہے!!!

گذشتہ شورش اور فتنہ پردازی میں آریہ سماج کے متعلق جس عام رائے کا اظہار ہوا ہے اور گورنمنٹ نے جس فرزانگی اور سیاسی دانشمندی کے ساتھ ملک اور اہل ملک کو آنیوالی مصیبت سے بچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ گورنمنٹ کی اس عطوفت اور مراحم خسروانہ کا جو اس نے آریہ سماج کے ساتھ دکھائی ہے ان لوگوں کو ایسا شکرگذار ہونا چاہیئے تھا کہ آئندہ کے لئے وہ اپنی شوخی اور بے باکی کے رویہ کو بالکل بدل لیتی مگر گورنمنٹ کے متعلق اگر کسی مصلحت سے وہ خاموشی اختیار کر رہی ہے تو

مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے

آریہ سماج کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آریہ سماج کی شورش کو ظاہر کرنیوالے مسلمان تھے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کے کان بھرے ہیں جس پر لالہ لاجپت رائے کو جلاوطن کیا گیا۔ مگر

گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ اس کا ذمہ وار کون ہے گورنمنٹ نے پوری تحقیقات سے کام لیا اور اپنے تمام معتبر ذرائع کی بنا پر وہ اس نتیجہ پر پہونچی جس پر پہونچی لیکن ان اخوان الشیاطین کو مسلمانوں سے پہلے ہی کچھ کم کینہ اور دشمنی نہ تھی جو اس شورش کے نتائج نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ آریہ سماج نے مسلمانوں کو بھڑکانے اور جوش دلانے کے لئے تمام حیلوں کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ مسلمان جوش میں اگر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جس سے وہ ہی بدنام اور معتوب ہوں مسلمانوں کے ملکی اور مذہبی لیڈروں کو اس موقع پر بڑی جد و جہد کرنی پڑی اور اپنی قوم کو سمجھایا کہ وہ ان لوگوں سے ہر آئینہ الگ رہیں چنانچہ

مسلمان الگ رہے

مسلمانوں کے اس الگ رہنے کی پولیسی نے ہی سماجیوں کو بھڑکایا اور جوش دلایا اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں اور رہنماؤں کو کوسنا شروع کیا چنانچہ آریہ اخباروں میں جہاں ایک طرف قوم کو بھڑکانے کے لئے سکھ گروؤں کے حالات لکھنے شروع کئے وہاں ساتھ ہی مسلمان بادشاہوں خصوصاً محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی نسبت نہایت ہی ناشایستہ اور دل دکھانے والے الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کے دل دکھانے کا ذریعہ اختیار کیا گیا۔

آریہ سماج کا مذہبی لٹریچر جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسرے مخالف مذہب والوں کے خلاف شایع ہوا ہے پہلے ہی سے امن عامہ کو توڑنے والا اور دوسری قوموں کو سخت جوش دلانیوالا ہے مگر ان ایام میں خصوصیت سے یہ رنگ اختیار کیا گیا اسکی غرض یہی وہی

مسلمانوں کو جوش دلانا تھا

مگر اس غرض کی تکمیل کے لئے ایک اور حیلہ تجویز کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ پچھلے سالانہ جلسہ پر جو نومبر کی آخری تاریخوں میں ہوا لاہور کی آریہ سماج نے ۲؍ دسمبر ۱۹۰۷ء تک بلکہ ۴؍ دسمبر ۱۹۰۷ء تک ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کو شمولیت کی دعوت دی گئی اور بذریعہ اشتہارات عام طور پر شایع کیا کہ نہایت ادب اور تہذیب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضامین پڑھے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعوت دی گئی۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر بھی جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کبھی ایسے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہونا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ مباحثات کو نفرت بڑھانے کا ذریعہ اور ملک کے امن عامہ کے خلاف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی سال گذرے گورنمنٹ آف انڈیا کو ایک خاص قانون مذہبی مناظرات اور مباحثوں کے متعلق مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور چاہا تھا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے

لیکن

آریہ سماج نے اس مرتبہ جبکہ نہایت تہذیب اور رعایت ادب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضمون پڑھنے کا وعدہ کیا اور ہر طرح سے اطمینان دلا دیا کہ نکتہ چینی اور بدگوئی نہیں ہوگی اور یہ یقین کر کے کہ ان لوگوں نے گذشتہ تادیب سے اپنا طرز بیان بدل لیا ہوگا تو انکی درخواست پر آپ نے بھی مضمون لکھا اور اسی بنا پر مختلف شہروں سے ہماری جماعت کے کئی سو آدمی شریک جلسہ ہوئے۔

سناتن دہرم والوں، برہموؤں اور عیسائیوں نے ہر طرح سے حفظ مراتب کو نگاہ رکھا اور کسی قسم کا دل آزار فقرہ یا جملہ انکی تحریر میں نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے جو مضمون پڑھا گیا وہ تو

امن عام اور صلح اور سلامتی کا پیغام تھا

جو شہزادہ امن کیطرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس میں بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ بزرگوں کی عزت اور عظمت کا نہایت صدق دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ اور مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان عام اتحاد اور اتفاق کی محکم تجویز بتائی تھی۔ اور صاف طور پر فرمایا تھا کہ

ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شایع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنیوالے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور انہیں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے مگر ہم ان شکایات کے لئے کسی کے آگے روویں اور کسی سے اس بات کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں

دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کیطرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

بار بار اس اصل پر زور دیا گیا اور سمجھایا گیا مگر دوسرے ہی دن آریہ سماج نے

ان تمام باتوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔ بحالیکہ آریہ ورت کے کسی رشی منی پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ انکی عزت اور تعظیم کیگئی تھی۔ اور آریہ سماج نے لیڈر سن چکے تھے اور وہ چھپا ہوا لیکچر بھی ان کو دیا گیا تھا مگر

آریوں نے ہم پر سخت ظلم کیا

۴ دسمبر کی شام کو جب انہوں نے اپنا مجوزہ مضمون پڑھا۔ تو اس میں خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبیوں اور راستبازوں اور مقدس لوگوں پر وہ دل آزار حملے کئے گئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور امن اور سلامتی کی ہدایتوں کو پڑھا اور سنا ہوا نہ ہوتا تو

آریہ سماج کے مندر میں خون کی ندیاں بہ جاتیں

آریہ سماج نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ادب اور تہذیب سے مضمون پڑھیگی اور کسی پر حملہ نہیں کیا جائیگا کوئی دل آزار فقرہ نہیں بولا جائے گا ہم نے اس وعدہ کی پوری رعایت کی اور کرنی چاہیئے تھی مگر آریہ سماج نے اس کو توڑ کر ہم کو اپنے گھر بلا کر مہمان نوازی کے عام اخلاق کو بالائے طاق رکھکر اور قانون انگریزی کی بھی پروا نکرتے ہوئے

نہایت گندے۔ نہایت ناپاک اور دل آزار حملے کئے

کیا آریہ سماج نے ہماری قوم کا کئی ہزار روپیہ جو اس مطلب کے لئے اسے خرچ کرنا پڑا تباہ کرائے ہم کو سخت دکھ نہیں دیا سینکڑوں آدمی اپنے کاروبار چھوڑ کر راستہ اور سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے وہاں پہونچے اور لاہور کی جماعت کو ایک کثیر خرچ اپنے بھائیوں کے لئے خرچ کرنا پڑا مگر آریہ سماج کے لیڈروں نے گھر بلا کر

ہمارے مقدسوں اور مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیں

جو طریق آریوں نے اس مرتبہ اختیار کیا۔ اسکی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب سے برٹش راج کا پرچم ہندوستان پر لہرانے لگا ہے اور جب سے مذہبی آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی کا عطیہ گورنمنٹ نے دیا ہے عیسائیوں نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے کبھی اسطرح پر اشتہار دیکر اور مسلمانوں کو اپنے گھر بلا کر اور ادب اور متانت کی گفتگو کا وعدہ کر کے دل آزار الفاظ میں حملے نہیں کئے۔ یہ پہلا موقع ہے اور اندیا بھر میں اسکی نظیر یہی جلسہ ہے کہ مسلمانوں کو مدعو کر کے اور ان کو اپنی شائستگی کا یقین دلا کر اسطرح چیر دکھہ دیا جو آریہ سماج کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔

اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ بندہ حضرت عیسے علیہ السلام کو جسکو (اگرچہ یہ غلطی ہے) روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتیں اور شاہنشاہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں معاذ اللہ معاذ اللہ

قانون قدرت کے خلاف پیدائش رکھنے والا

کہا گیا۔ خدا تعالےٰ کے ایک قدوس بزرگ کی شان میں اس قسم کا ناپاک حملہ جسقدر دکھ دینے والا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قلم نہیں کر سکتا۔

ایسا ہی تمام راستبازوں حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت نوح حضرت آدم علیہم السلام سب پر نام بنام حملہ کیا اور ان کی بے ادبی دل آزار الفاظ میں کی ہمارے لئے نزاع و رضتن ندیاسے ماندن والا معاملہ ہو رہا تھا۔ یہ بیشک توہین صرف عیسائیوں کی ہی نہ تھی بلکہ مسلمانوں کی بھی تھی

کیونکہ مسلمان سچے دل سے ان سب کو اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں پھر یہی نہیں بلکہ

راستبازوں کے سردار اور مقدسوں اور معصوموں کے امام

سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر دیدہ دلیری اور بے باکی کے ساتھ

دل آزار اور ناپاک حملے کئے گئے

آریہ سماج کے لیڈر ۲۴ گھنٹہ پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن چکے تھے کہ

"رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنیوالے تھے آپ کے قدموں پر ادنےٰ غلاموں کیطرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کیطرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اتر آتے ہیں"

اور ایسا ہی انہوں نے صاف طور پر سنا تھا کہ

"خاص کر ہمارے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گندی گالیاں دیتے ہیں صرف وہ زبان سے تو صلح صلح کرتے ہیں مگر اسی زبان کو تلوار کیطرح کھینچکر ہمارے اس پیارے نبی پر چلاتے ہیں جس کے قدموں کے نیچے ہماری جانیں ہیں"

ایسا ہی انکو کھول کر بتا دیا گیا تھا

"ہم اس اصول کو اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتھ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے تھے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار رہیں کہ آپ بھی ایسا ہی مان لیں..... اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکھیں کہ کبھی صلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑھتے جاویں گے۔ مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جنکا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ انکی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابان کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے"

ان تمام باتوں کو سن لینے کے بعد آریہ سماج کے لیڈروں کو اس حرکت سے باز رہنا چاہیئے تھا جو انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور بھڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور مسلمان ان آزردہ الفاظ کو

جو اُن کو گھر بلا کر اُن کے مقدسوں کی شان میں بولے گئے مگر اس بے غیرتی کو گوارا نہیں کرسکتے جو اُن کی ہوئی ہے۔ گرچہ

قانون برطانیہ کے ادب

اور احترام کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں بیکس ہو کر بیٹھے رہے اور امن عامہ میں کوئی خلل نہیں آنے دیا مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ جب وہ الفاظ شائع ہوں گے

تو عام فساد کا اندیشہ ضرور ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ لیکھرام اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے قتل ہوا۔ کیا یہ درست نہیں کہ سرحدی علاقہ میں اگر ایک آریہ کو وہاں سے نہ نکال دیا جاتا تو اس کی جان کی خیر نہ تھی۔ اس لئے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کی بنا پر جو ہمارا مذہبی فرض ہے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ڈاکٹر چرنجیو سیکرٹری آریہ سماج لاہور کی اس تقریر کے نوٹس لے جو ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو اُس نے پڑھی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پولیس کے رپورٹر موجود تھے اور ان کا فرض تھا کہ وہ ان کلمات کو نوٹ کریں جو انھوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے عمداً بیان کئے اور اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو لاہور پولیس کا فرض ہے کہ وہ امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے اُس مضمون کو حاصل کرے اور اُس کی اشاعت روک دے اور اسپر پورا نوٹس لے۔ اس مضمون کی اشاعت سے بعد ڈاکٹر مذکور ممکن ہے اصل مضمون کو تلف کر دے مگر پولیس رپورٹر ان دل آزار الفاظ اور فقروں کو بھول نہ گئے ہونگے اور حاضرین کی ایک کثیر تعداد کو یاد ہوگا۔ ایسا ہی مجھے امید رکھنی چاہئے کہ سرکار انگریزی کی ذمہ وار اور بیدار مغز حکومت اپنی پیاری رعایا کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے توجہ فرمائے گی جو ایسے

دل آزار اور مشتعل کرنے والے مضمون کی اشاعت سے متصور ہے

میں اس سے زیادہ سر دست کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں مسلمانوں کی خدمت میں ایک لفظ کہونگا اور بس کہ وہ نہایت صبر و تحمل اور صبر سے اس نتیجہ کو دیکھیں جو گورنمنٹ کی توجہ کے بعد پیدا ہو۔ جس صبر اور حلم سے تم نے اب تک کام لیا ہے اسی کو اپنا شعار بناؤ۔ آریہ چاہتے ہیں تمہیں بھڑکائیں اور جوش دلائیں انھوں نے جوش دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور یہ ٹھیک ہے کہ غیرت اور حمیت دینی مقتضی ہے کہ تم اپنا انصاف آپ کر لو مگر نہیں

برٹش راج مظلوموں کی حمایت کرتا ہے

اپنا دکھڑا گورنمنٹ کے سامنے رکھو۔ ہمیں امید ہے وہ ضرور سنیں گی

ریویو

شری دیو گورو بھگوان کے دربار میں میری اپیل

نام کا ایک ہی صفحہ کا رسالہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے اندر کے قائم تھا بال بی اے مضمون آریہ نے شائع کیا ہے اور ۶ر اس کی قیمت رکھی ہے اس رسالہ کو ادنیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے اور اس طرح یہ روپیہ کمانے کا اچھا خاصہ لٹکا ہے اس رسالہ میں دیو سماج کے بعض کرم چاریوں کے خطوط اور ڈائریاں حاصل کر کے ان کے چال چلن پر حملے کئے ہیں اور ان کے اس اعتراض کا نز کی بہ ترکی جواب دیا ہے جو وہ خدا پرستوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر کیا کرتے ہیں۔ میں اس قسم کے جوابات کو پسند نہیں کرتا۔ نہیں معلوم کہ محترم بال نے یہ کاغذات کس طرح پر حاصل کئے ہیں۔ ہاں یقین نہیں کر سکتا کہ کسی جائز طریق سے ان کاغذات کو حاصل کیا گیا ہو۔

میں دیو سماج کے ممبروں کی اس پالیسی کو بھی ناپسند کرتا ہوں جو وہ کسی شخص کی کمزوری کو مد نظر رکھ کر خدا تعالیٰ پر حملے کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہی سہی مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے رنگ میں مخالفت کا اظہار کریں جو اخلاقی پہلو سے بھی گرا ہوا ہو۔ محترم بال نے اس جواب میں استہزا اور تمسخر کو اختیار کیا ہے جس کے لئے میری ذاتی رائے یہی ہے کہ بہتر تھا وہ اس رنگ کو اختیار نہ کرتا۔ دیو سماجیوں کو جواب دینے کی خاطر اگر اس نے ان کاغذات کو ناجائز وسائل سے حاصل کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک امر ہے کیا اس نے اسلام کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ وہ اسے دوسروں کے مال پر خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو دست تصرف دراز کرنے سے روکتا تھا۔ محترم بال کا یہ فعل سنجیدہ پبلک پسند نہیں کریگی۔ اور ایسے اعتراض کرنے سے پہلے اسکو اب آریوں کے کرم اور محترم کو دیکھ لینا چاہئے تھا۔ کتاب مذکور ۶ر قیمت پر منیجر اندر لاہور سے ملیگی۔

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ چھوٹی سی سوانح عمری شری ہے بیر کاشی دیو جی پر چارک برہمو سماج لاہور نے حال میں شائع کی ہے۔ مسلمانوں نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جو ایک نہایت افسوسناک امر ہے۔ شری بیر کاشی دیو نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مختصر سی سوانح عمری جس رنگ میں لکھی ہے وہ نہایت قابل قدر کام ہے اگرچہ ایک ایسے شخص کے قلم سے جو مسلمان نہیں بلکہ برہمو ہے آں حضرت کی لائف کا لکھا جانا تعجب انگیز امر ہے مگر جس سپرٹ سے انھوں نے اس کتاب کو لکھا ہے وہ بہر حال قابل شکر گذاری ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اس کتاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر سیر گن بحث کی حاجت ہے مگر ایک برہمو کے قلم سے نکلی ہوئی سوانح عمری متعصب عیسائیوں اور آریوں سے کروڑوں درجہ بے تعصبی سے لکھی گئی ہے۔ ایسی کتاب قابل قدر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے

عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۵ر

منیجر برہمو پرچارک لاہور سے منگواؤ۔

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپکا فرض کیا ہونا چاہیے؟

سالانہ جلسہ بالکل قریب ہے اور الحکم کی اس اشاعت کے بعد دوسرا نمبر اسی روز نکلیگا جبکہ قادیان میں سالانہ جلسہ کی تقریب پر بہت سے احباب آپہنچے ہوں گے اور اکثر راہ میں ہونگے یہ سالانہ اجتماع کی تقریب ہماری جماعت میں ایک قسم کی عید کی تقریب ہے جبکہ دور دراز اور ہر گوشۂ ملک سے احباب جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر انھیں مسرت ہوتی ہے وہ اپنے آقا نے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیحا دم کلمات سے اپنی بہت سی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ میں اس وقت چند ایسی باتیں پیش کرتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں کہ ہماری قوم کے ہر فرد کو ان پر غور کرنا چاہیئے خصوصاً جبکہ قادیان کی سرزمین پاک میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ اور ایسی تقریب پر جبکہ ہزاروں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب سے اول جو مقصد ہر آنے والے بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہیئے وہ یہ ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو اُس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں ایک دوسرے کے لئے ایثار اور مروت ہو۔ ایسے بڑے مجمعوں میں کئی قسم کی فروگذاشتیں ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے حسب دلخواہ اُترنے کے لئے جگہ نہ ملے یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو اس لئے ایسے وقت میں ہر شخص کو اپنی جگہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے ایسی صورت میں یہ امر مدنظر رہے کہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو آرام پہنچے۔ ان معمولی باتوں پر کبھی بھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسایش نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں بہترین طور پر حاصل ہوتی ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے جو

دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

یعنے خداتعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا مستحکم رشتہ قائم کرنے کی سبیل ہاتھ آجاوے اور ان امراض نفس سے نجات ملے جن میں ہم گرفتار ہیں۔ اور خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں جس کے لئے خداتعالیٰ نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا ہے

پس اس مقصد کے حصول کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے بیجا جدوجہد اور اس سلسلہ میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہو جس کے لئے سفر کیا گیا ہے۔ اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے اتنے میلوں کے فاصلہ پر ہم آئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہیئے۔ ہم لوگ جو یہاں رہتے ہیں بے شک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جو حضرت امام علیہ السلام کی صحبت سے بہت متأثر اور سابقین اور اولین کا گروہ ہے اور بہت سے ہم میں ایسے بھی ہیں جو ابھی بہت سی روحانی امراض میں مبتلا ہیں اور خداتعالیٰ کے محض فضل اور اُس کے برحق خلیفہ کی

نظر مسیحا اثر

سے شفا پا رہے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہیئے نہ دوسروں کے امراض پر نظر اگر ایک سر درد کا بیمار جو رات بھر ایک کھانسی میں مبتلا بیمار کے پاس رہے صبح کو اُٹھکر اپنے دوسرے ہم نشین کی شکایت کرے تو اُس کی یہ شکایت دانشمندوں کے نزدیک قابل توجہ نہ سمجھی جاویگی۔ پس اسی طرح یہ اگر روحانی امراض کے مختلف مریض ایک دوسرے کی شکایت کریں تو یہ بھی نازیبا بات ہے۔ اور اگر ہم شکایات ہی کے سلسلہ میں پڑ جائیں تو اپنے

اصل مقصد کو کھو بیٹھینگے

ان دو باتوں کے بعد تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور نہایت ہی ضروری ہے۔

اگر ہم یہاں جمع ہوں اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں سُنیں اور کچھ بزرگان ملت کے مواعظ اور تقریریں سُنیں اور پھر عام طور پر ایک میلے کی طرح اِدھر اُدھر پھر کر اپنے وقت کو بسر کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سا راحصہ

اپنے وقت کا ضایع کرینگے

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک شخصی مفاد پر اور ایک قومی مفاد پر۔ شخصی مفاد سے میری مراد اپنی ذاتی اصلاح اور بہتری ہے اور قومی مفاد سے میری غرض ان امور سے ہے جن کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ خداتعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک شخص سے شروع کر کے اسپر ہی ختم ہی نہیں کر دیا بلکہ اسکو ایک

کثیر جماعت اور قوم کا باپ بنا دیا ہے

وہ بجائے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ابراہیم ہو کر ایک امتہ ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ ہم جب سال میں **ایک مرتبہ** ایک جگہ ہاں اس جگہ جو خداتعالیٰ کے فیض اور فضل کے نزول کا مقام ہے جمع ہوں تو صرف اپنی ذاتی بھلائی کے سوال ہی کو سوچ کر الگ نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ

ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو **قومی کاموں کی اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔ بجائے اس کے جو ہم دو دو چار چار کی منڈلیوں میں اِدھر اُدھر پھر کر اپنا وقت گذاریں ہمیں مناسب ہے کہ سلسلہ کی ضروریات پر متفقہ رائے زنی کریں۔

ضروریات سلسلہ میں سب سے اول ہمیں **لنگر خانہ** کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یہ وہ شاخ ہے جو خداتعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک عظیم الشان شاخ ہے لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور چونکہ اس کا کوئی مستقل خرچ تجویز نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ نہ تو آنے والے مہمانوں کی حد بست ہو سکتی ہے اور نہ ان کی حیثیتوں کا کوئی تشخص ہو سکتا ہے کہ کس قسم کے مہمان آئینگے اور نرخ اجناس کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکتا ہے اس لئے کوئی تخمینہ یا بجٹ لنگر خانہ کا پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم اندازہ اور قیاس کسی حد تک ہو سکتا ضرور ہے میں نے اخبار کے پہلے صفحہ پر **تین ہزار** ماہوار کا سرسری اندازہ درج کر دیا ہے مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ ضروریات کے لئے بہت کم ہے۔

اس کے بعد مدرسہ ہے جو آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ مدرسہ کی ضروریات کا بجٹ آپ پڑھ چکے ہیں۔ مگر اتنا ہی آپکا کام نہیں کہ مدرسہ کی ضروریات کا علم حاصل کریں اور انکے پورا کرنے کی فکر کریں۔ آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ان صورتوں پر غور کریں جو مدرسہ کے لئے زیادہ مفید اور مؤثر ہو سکیں۔ قوم کے بچوں کی قسمتیں ایک طرح پر تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ اس لئے یہ آپکا فرض ہے کہ انکے لئے ہر مناسب پہلو پر غور کریں۔ میں **صنعتی تعلیم** کے پہلو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ اپنی رائے نیک نیتی کے ساتھ پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا کرتا مجھے اسپر اصرار نہیں رہا اور نہ ہوگا کہ ضرور اسے واجب التسلیم سمجھا جاوے تاہم

مسئلہ تعلیم کا حل

ایک مشکل سوال ہے جو اس زمانہ میں تمام قوموں کے سامنے ہے یہ کہہ دینا بہت

آسان ہے کہ یہ دُنیاداروں کی باتیں ہیں مگر میں کہوں گا کہ جب دُنیوی مقاصد کو ملحوظ رکھکر دُنیوی تعلیم کے سلسلہ پر ہزاروں روپیہ سال بھر میں خرچ کر دیا جاتا ہے تو کیوں ضروری نہیں کہ اس مفید پہلو کو نظر انداز کر دیا جاوے۔

قوم کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوم بجائے خود مختلف قسم کے افراد کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے تو پھر کیوں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ قومی ضرورتوں کا سارا مدار صرف انگریزی اور رسمی تعلیم ہی پر آ گیا ہے۔

آپ کو اگر اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان گریجویٹس کی ضرورت ہے تو لوہاری اور نجاری کے فن میں ہوشیار مستریوں کی بھی حاجت ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے گورنمنٹ کو خود مسئلہ تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور یونیورسٹی نے جو اصول اس بارہ میں اختیار کیا ہے وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہیئے اور ایسا ہی دوسری قومیں اس عقدہ کو جس طرح پر حل کر رہی ہیں

اس پر بھی غور کرنا چاہیئے

تتبع اور تقلید کا سوال ایک روشن خیال اور حق جو قوم کے سامنے نہیں آنا چاہیئے اسے ہر حکمت کو اپنا ہی حق سمجھنا چاہیئے۔ اور فی الحقیقت یہ سچ ہے

الحکمۃ ضالۃ المومن

حکمت مومن کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے۔

مدرسہ کے ضمن میں ہی ضرورت ہے ایسے سپیکروں اور محرروں کی جو خدمتِ دین کے ایسے پہلوؤں میں کام کر سکیں۔ پچھلے دنوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت کے سوال پر ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کیلئے چار لاکھ کی جماعت میں ایک فرد کے سوا دوسرے پر نظر نہ پڑا کیسا افسوسناک امر ہے بحالیکہ بیسیوں ایسے آدمی ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لکھ سکتے ہیں مگر جرأت نہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے مشق کی ضرورت ہے مگر انہیں توجہ نہیں۔ ایسا ہی بولنے والوں کا حال ہے۔ بہت تھوڑے آدمی نکلینگے جو اس مقصد کو پورا کر سکیں اس لئے اس سوال پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

پھر **اشاعت** سلسلہ کا سوال ہے میری اپنی سمجھ میں اس مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ **بیرونی اشاعت** اور **اندرونی اشاعت** یا یہ کہو کہ جیسے ہمارے امام کی دو شانیں ہیں۔ ایک شان عیسویت۔ دوسری شان مہدویت۔

اسلام کو ممالک غیر میں شائع کرنا اس زمانہ میں بہت ضروری اور اہم فرض ہے اور یہ کام میگزین کے ذریعہ ہو رہا ہے اندرونی اشاعت کا کام دو اخبارات اور دو رسالے کر رہے ہیں۔ جن میں سے صرف اُردو میگزین **قومی** رسالہ کہلایا جا سکتا ہے۔ باقی دو اخبار **الحکم** اور بدر اور **تشحیذ الاذہان** شخصی اخبار اور رسالہ کہلانے چاہئیں گے

باوصف اس کے کہ میرا اخبار الحکم سے تعلق ہے اور اس کے نفع و نقصان کا اثر میری ذات پر پڑتا ہے مگر میں امر حق کے کہنے سے کبھی رُک نہیں سکتا **اُردو اشاعت** کا موجودہ طریق قوم کے لئے گراں ضرور ہے اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ ان سب اخبارات اور رسالجات کو متحد کر کے **قومی** رنگ میں کسی اخبار کو چلایا جاوے تو شاید زیادہ سود مند اور ارزاں طریق نکل آوے مگر ضرورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں سمجھکر ہی ان کو زیادہ مفید اور طاقت ور بنا...

کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد بعض دوسری قومی ضرورتوں کا سوال ہے مثلاً **یتیم خانہ** وہ ایک نامکمل صورت میں پڑا ہے۔

ایسا ہی **تعلیم نسواں** کے مسئلہ کی طرف توجہ بکار ہے۔ ہم نے اپنی مستورات کے متعلق کیا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں بجز اس کے جو یہ کہدیں کہ قادیان میں ایک چھوٹا سا سکول جاری کیا ہے یہ سچ ہے کہ ابتدائی حالت نہایت ناقابل اطمینان اور ڈرانے والی ہوتی ہے مگر یہ بھی تو ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس کی حفاظت اور اہتمام کے لئے پوری کوشش کریں۔

ایسا ہی ایک اور مشکل ہے اور وہ بھی بجائے خود قابل غور ہے اور وہ قوم کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی کسی معقول صورت کا تجویز کرنا ہے

غرض

قوم کی مختلف ضرورتوں پر بڑے غور سے بحث کرنی چاہیئے اور باہم تبادلہ خیالات کر کے اُن کے لئے کوئی راہ اختیار کی جاوے۔ ان سب کے علاوہ ایک معمولی امر کی فروگذاشت سے بھی ایک غیر محسوس نقصان قوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ باہم احباب میں تعارف بھی نہیں ہوتا۔ اور اس سے جو فوائد پہنچ سکتے ہیں نہیں پہنچ سکتے۔

خلاصہ

پس لِلہ آپ آئیں اور اپنی بھلائی کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات پر غور کریں اور اُن کو پورا کرنے کی فکر۔ یہ اپنی رائے ہیں جو مفید سمجھا عرض کر دیا ممکن ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اہل الرائے لوگوں کی نظر میں بالکل فضول ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر عزیز کے بعد وہ اس رائے پر بھی پہنچینگے تو میں اپنی **محنت کا صلہ** یقین کرونگا کیونکہ میرا مقصد ضروریات قوم پر توجہ کرنے کا تو پورا ہو جائے گا۔

آخر میں پھر باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ اگر اپنی قومی ضروریات کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں جو یہاں جاری ہیں پوری دلچسپی لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین!

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تا کہ ضروری انتظام کیلئے غور کرنے کا موقع ان لوگوں کو ملے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کو اُتارنے اور انکی جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد کی اطلاع دیں جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں **جلسہ** سے پہلے مجھ کو پہنچ جانی ضروری ہیں

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس امر کو ہرگز فروگذاشت نہ کیا جاوے۔ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہونگے — یعقوب علی سکرٹری

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خان صاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ چند روز ہوئے کہ آپ کی کتاب الحقوق الفرائض حصہ دویم " ایک دوست کے ذریعہ مجھ کو دیکھنے کو ملی اس میں آپ نے سود کے متعلق جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ فوائد نقل کرتا یا وہ تحریر میرے لئے اطمینان قلبی کا باعث ہوتی اولٹی اسکے برخلاف بہت سے ایسے امور پیدا ہو گئے ہیں کہ جنکا حل ہو جانا میرے نزدیک ضروری امر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خط و کتابت جناب کے قیمتی اوقات میں ہرج واقع کرے مگر تاہم ایک نفس کا بھلا کرنا اور اسکو ایک امر کے سمجھانے سے پہلو تہی کرنا بھی ضروری اور لازمی امر اور علماء اسلام کی شان کو شایان ہے اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس عرض میں میرا ہی بھلا مقصود نہیں ہے بلکہ بنی نوع میں بہتوں کا بھلا ایک یقینی بات ہے۔ وجہ یہ حرمت سود مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پیوست ہوئی ہے کہ گویا ان کی گھٹی میں یہ بات اُن کو پلائی گئی ہے۔

سود کے متعلق جسقدر آج تک علماء عصر نے فتاوے دئے ہیں اُن میں سے اکثر باوجود ملازمت سرکاری اور قلیل الفرصت ہونے کے مجھکو دیکھنے کو ملے ہیں اور اُن پر اپنے خیالات کو غور کرنے کا اچھے طرح موقع میسر آگیا ہے۔ مگر جہانتک میری عقل نے میرے یاری کی ہے میں بہ وثوق کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام فتوے معقول دلایل سے سراپا دور و مہجور ہیں اور یقیناً ان میں اسبات کی کوئی جھلک نہیں کہ جس سے طالب صادق کے لئے اطمینان قلبی کا موجب ہو سکے۔

یہ امر ظاہر ہے اور عقل سلیم نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے کہ القرآن مجید نے جسقدر احکام ظاہر کئے ہیں وہ انسانی ہستی کے لئے امر ممکن نہیں یعنی اُن کے کرنے پر لاریب بفضل اللہ وہ قادر ہے ان میں کوئی تکلیف مالا یطاق کا مصداق نہیں اور کہ وہ انسانوں کی بہبودی اور بہتری کا صریح ذریعہ اور کامل و مکمل بنانے کا سچا آلہ ہیں ہلاکت اور تباہی کی راہوں سے دور رکہنا اور گمراہی و ضلالت ۔ ۔ ۔ ۔ سے بچانا اُن کا مقصود اصلی ہے اور انسانی ہستی کو وہ بنانا ملحوظ خاطر ہے کہ جو اُس کی ہستی کی اصل غرض ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے محض دنیا دولت و ثروت بٹورنے کی خاطر ہی جنم نہیں لیا کہ وہی تدبیریں اختیار کی جاویں۔ یا اسلام وہی تدبیریں بتلاتا۔ جو دنیا کی دولت کے تدوین کی ضروری اور لابدی تعین مگر یہ بات اس لئے نہیں بتلائی گئی کہ اس کی پیدائش کا اصل منشاء تو یہ تھا جو کہ آیت ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں ظاہر کیا گیا پس اس کے لئے جسقدر کافی وافی تھی وہی مناسب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس غرض کو پورے کرنے کی خاطر اسلام نے جو مسایل پیش کئے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ناممکن التعمیل ہو ہاں یہ بے شک ہے کہ بعض مسایل اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق صرف ہمارے ذاتیات تک محدود ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا تعلق بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جیسے رجم زانی یا قطع ید سارق وغیرہ۔ یہ اس قسم کے احکام ہیں کہ ان کی تعمیل کے اہل وہی حضرات ہیں اس کے علاوہ جسقدر احکام ہیں نماز ہے تو روزے ہیں تو زکوٰۃ ہے وغیرہ ان میں ہمکو کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی کہ وہ ناممکن التعمیل ہو۔ ربوا۔ زنا۔ شرک۔ شراب خوری قمار بازی وغیرہ عیوب سے بچنا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے۔ نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا۔ تو روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوا۔ تو آنحضرت صلعم نے انکی تعلیم کرکے ہمکو دکھلا دیا۔ کہ ایسے عمل کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ربوا کے ترک کرنے کا حکم ہوا۔ تو زناکاری اور شراب خوری کی بد عادات کے چھوڑنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل در آمد کرکے بتلا دیا کہ اس طرح سے ہم نے ان کاموں کو چھوڑا تھا۔ اور حکم آلہی کی تعمیل یوں کی تھی۔ اسی مسئلہ سود پر اگر غور کی جاوے اور صحابہ اور تبع تابعین کی سیرت و لایف کے اوراق کا مطالعہ کیا جاوے تو اون کے سیرت و لایف میں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ بعد حرمت ربوا اونہوں نے اس کے یہ معنے گھڑے ہوں کہ اس ممانعت سے صرف ۲۰ روپیہ سیکڑہ کی ممانعت ہے۔ ایک روپیہ سیکڑہ کی نہیں۔ ہم جہانتک صحابہ کرام کی لایف پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمکو تو یہی نظر آتا ہے کہ اُن میں اکثر تجارت پیشہ ہی تھے اگر تجارت کا کام بغیر سود کی داد و ستد کے چلنا دوبھر تھا۔ تو صحابہ کی تجارت کس طرح چلتی رہی؟ ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے۔ اور واقعات حقہ اسپر شاہد ہیں کہ سود کے ترک کرنے سے ہی صحابہ کی تجارت کو وہ عروج ہوا۔ کہ وہ دنیا کے مالک بن گئے۔ قرآن نے جو احل اللہ البیع وحرم الربوا فرمایا ہے اخر بھی تو آخر کچھ رنگ دکھلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے ترک کرنے سے تعامل کے طور پر مسلمان آج تک سود کو حرام مطلق خیال کرکے اوس سے کنارہ کرنا عین ایمانداری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے اس امر کی کافی روشنی پڑتی ہے۔ کہ سود کے عدم جواز معلوم ہونے پر صحابہ کرام ایسے ہی بہ وثوق ایمان رکھتے تھے جیسے کہ تعامل کے طور پر مسلمانوں میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق۔

آپ نے اس کے جواز کے جو کچھ دلایل تحریر فرماتے ہیں اسکو پڑھکر مجھکو سخت افسوس ہوا ہے اور دلایل کی کمزوری نے مجھکو یہ نیاز نامہ تحریر کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جس سے میرا منشاء یہ ہے کہ آپ انپر نظر ثانی کرکے جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرما دیں۔ تو بعید از عنایت بے غایت نہ ہوگا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ نقد کا سود یہی متعارف سود ہے کہ زید نے مثلاً خالد سے ایک ہزار روپیہ اس اقرار سے قرض لیے کہ چھ مہینے میں یکمشت یا باقساط تمہارے ہزار روپیہ کے ادا کر دونگا ایک روپیہ سیکڑہ ماہانہ کے حساب سے سود دونگا۔ سو اسکے اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناہی ہے لیکن یہاں میں اشتباہ یہ واقع ہوا ہے۔ کہ قرآن میں ایک جگہ تو اضعافاً مضاعفہ یعنی سود در سود کی مناہی ہے۔ دوسری جگہ مطلق سود کی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا۔ تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اس کے لئے

حکم خاص کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اشتباہ امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگوں میں سود درسود کا رواج تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں مطلق سود کی مناہی ہے۔ وہاں بھی سود سے سود درسود مراد ہے۔ چونکہ مطلق سود کو الربوا معرف باللام فرمایا ہے۔ نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جاویگا۔ معھود فی الذھن۔ جو کہ عرب میں مروج تھا۔ الفرائض صفحہ نمبر ۴۴۳۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جواز سود کی یہ توجیہ اس قسم کی ہے کہ اگر اسکو درست تسلیم کیا جاوے تو دوسرے امور میں اسکو زریں اصول قرار دیکر فیصلہ کرنے کی کوئی وجہ انصافاً مانع نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس صورت میں مطلق سود حرام تھا تو سود درسود بدرجہ اول حرام ہوگا۔ اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص آیت لا تقربوا الزنا انه كان فاحشة کو پیش کرکے اس کی توجیہ اس آیت سے کرے کہ الزانی لا ینکح الا زانیة او مشركة والزانية لا ینکحها الا زان او مشرك وحرم ذالک علی المومنین۔ یعنی یہ ظاہر کرے کہ مشرک عورت کے متعلق ہیں۔ مذکورہ بالا آیت سے کیونکہ اگر زنا مطلق حرام تھا۔ تو آیت لا تقربوا الزنا کے بعد اس دوسرے موخرالذکر آیت کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ زنا حرام ہوا۔ تو مشرکہ عورت ہو خواہ زانیہ ہو۔ سب ایک جیسے ہی ہیں اس لئے دوسری آیت کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ دوسری آیت آئی ہے۔ اس لئے اس کو وہی زنا مراد ہے جو مشرکہ عورت یا زانیہ یعنی کسی سے ہو۔ ورنہ دوسری ایسی عورتیں اس سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ جو کنواری اور بیوہ ہوں اور بدقسمتی سے یہاں بھی زنا معرف باللام ہے۔ آپ کے مسلمہ نحو کے قاعدے سے جب دیکھتے ہیں۔ تو معھود فی الذھن وہی زنا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپکی دلیل کو تسلیم کرنے کی حالت میں جو کہ عرب میں مروج تھا۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ عرب میں مشرکہ عورتیں بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں زنا کا بہت چلن تھا یعنی زنا کی کثرت تھی۔ ایسا ہی ایک جگہ آیا ہے کہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما۔ مگر دوسری جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ تو اس سے مگر ایک آپ جیسا نکتہ رس یہ نکتہ نکال لیوے۔ کہ خمر اور میسر شیطانی حرکات کا موجب ہوں تب ہی حرام ہیں اور اگر شیطانی حرکات تک نہ پہنچیں تو جائز نہیں۔ اور چونکہ یہاں بھی خمر میسر معرف باللام ہے۔ نحو کے قاعدے سے معہود فی الذھن وہی استعمال خمر اور میسر تسلیم کیا جانا جناب کی دلیل کو تسلیم کے بعد ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ عرب میں مروج تھے۔ اور کہ جس سے خرابیاں واقع ہوتی تھیں ورنہ کمتر درجہ کا ہرگز ہرگز نہیں پس بتلائے اسکے جواز اور اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہم حضرت رازی یا کسی اور کی کوئی دلیل کیسے قبول کریں جب حالت میں کہ ہم قرآن کا یہ نظام پاتے ہیں کہ اس نے ہر ایک بدی کو

کو تدریجاً رد کیا ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ اول اول خمر کے بارے میں صرف یہ حکم آیا کہ لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ جب اس کے عادی ہو گئے تو فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما۔ اس میں پہلے حکم کے بموجب زیادہ تشریح موجود ہے اور خمر اور میسر کے منافع کو جہاں تسلیم کیا گیا ہے وہاں اس کے عیب کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔ جب اس کے بھی عادی ہو گئے تو صاف سنا دیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بتدریج ایک بدی کی جڑھ کاٹی گئی ایک آیت دوسری آیت کی نہ تو نقیض ہے اور نہ کوئی اور نتیجہ نکالنا مناسب ٹھہر سکتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں کے لئے مختلف نسخے ہیں ایسے ہی سود کے متعلق کیا گیا کہ اول اضعافاً مضاعفۃ کہکر سود درسود کو روکا جب اس کے عیب سے آگاہ ہو گئے۔ اور اس کی عادت پڑ گئی تو مطلق سود کو حرام کرکے صاف حکم سنا دیا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بھی سود تم نے لینا ہے چھوڑ دو۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله یعنی اگر باوجود سمجھانے عیب سودخوری کے باز نہیں آتے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے خدا اور رسول کی لڑنے کی شان نہیں وہ مومن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ یعنی اگر مومن ہو تو سود کو چھوڑ دو کیا معنے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ سود کھاوے پس نہ تو ایک آیت دوسری آیت کی نقیض ثابت ہوتی ہے اور نہ غیر ضروری بلکہ ایک ٹھیک یہ ہے۔ کہ ہر ایک مرض آہستہ آہستہ دور ہو سکتا ہے یک دم دور ہونا غیر ممکن ہے۔ اور روزمرہ کا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ قانون قدرت میں ہم کو یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ کہ بدی بھی ابتداً تھوڑی تھوڑی کرکے ترقی پکڑ کر اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص افیون کھانا شروع کرتا ہے تو اول چاول یا خشخاس کے دانے کے برابر شروع کرتا ہے۔ پھر یہ تدریج ترقی کرتے کرتے ابخون تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے کہ اول روز ہی ماشہ بھر کھالے تو پہلے ہی روز دنیا سے کوچ کر جاوے۔ ایسے ہی افیون چھوڑنے والے یا دوسرے نشہ باز بھی آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتے ہیں۔ ورنہ ضرور بضرور تکلیف ہونا ایک لازمی بات ہے کیونکہ ان کی طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ ان کی غذا بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے وقت پر نہ میسر آنے کی طبیعت میں بے کلی پیدا ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ صاف ہے اور یہ سود درسود کے حکم اور مطلق سود کے حکم کا راز سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے مبارک وہ جو اسپر عمل کریں۔

ہم جہاں تک باریک نظر اور عقل سلیم سے غور کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو قرآن کریم کے کلام الہی ہونے پر بیش از پیش ہوتا جاتا ہے اور اس حکمت خداوندی پر ہمارے دل اسکی صداقت سے بھر جانے

ہیں کہ اوسنے مطلق سود اور سود در سود کی منا ہی کر کے اپنے ہمہ دانی صداقت اور ہمہ علم کا ثبوت دیا ہے وجہ یہ کہ اگر ہم آپ کی دلیل کو ہی بفرض محال سچا تسلیم کر لیں یعنی یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف سود در سود کا ہی رواج تھا۔ دوسرے قسم کے سود کا رواج نہ تھا۔ تاہم ان ہر دو آیات کا ہونا قرآن کریم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے یعنی عالم الغیب خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں انٹرسٹ اور یوژری کے سوال پیدا ہو کر اول الذکر کو حلال محض ثابت کرنے پر زور لگایا جاویگا۔ اور آخر الذکر کو حرام۔ لہٰذا قرآن کریم نے ہر دو کا حرام ہونا دلائل قاطع سے ثابت کر کے اپنے صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا یعنی بقول آپ کے اضعافاً مضاعفۃ سے تو آنحضرت کے وقت کے رائج سود کی حرمت کے ثابت کر دی اور دوسری آیت سے جسکو آپ مطلق سود کے ذکر میں پیش کر کے سود در سود کا استدلال کرتے ہیں۔ ہمارے اس زمانے کے سود کو حرام کر دیا۔ گویا کہ پہلی آیت زمانہ حال یعنی آنحضرت صلعم کے زمانے کے واسطے تھی اور دوسری آیت زمانہ استقبال کے واسطے یعنی جس میں ہم اور آپ ہیں۔ پس اس دلیل سے بھی سود کا حرام ہونا ہی نکلتا ہے۔ حلال ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور اس نے کسی بدی و بدکاری کے روکنے سے اغماض نہیں کیا۔ خواہ وہ بدی زمانہ حال یعنی اس کے نزول کے وقت میں پھیلی ہو۔ خواہ آئیندہ کسی زمانے میں پھیلے اس نے برابر ہر ایک کے دور کرنیکا پیش بہا ذکر کر دیا ہے اور یہ اس کے عالم الغیب خدا کی طرف سے ہونے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے اور کیسا کچھ نتیجہ خیز امر ہے۔ کہ اگر قرآن شریف صرف ایک ہی شق کو لیتا یعنی سود در سود کا ہی صرف ذکر اور ممانعت کرتا یا صرف مطلق سود کو ہی منع فرماتا سود در سود سے اغماض کر جاتا تو خوش فہم حضرات اس سے کیا کچھ نہ نتائج اخذ کرتے دیکھئے! باوجودیکہ دو آیتیں دو فرمانوں اور دو حالتوں پر دلالت کرتی ہیں مگر آپ ہیں تو صرف ایک ہی حالت میں اسکو دھر گھسیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس حالت میں سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ صرف سود در سود کی ممانعت ہے دوسرے قسم کے سود کی جسکو انگریزی میں انٹرسٹ کے نام سے پکارا گیا ہے ممانعت نہیں حالانکہ اس پر ہزاروں ایسے اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر کم شرح کا سود جائز ہے تو کمتر درجہ پر زنا۔ جوا۔ شراب۔ چوری۔ وغیرہ کیوں جائز نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کے خیال میں سود کے متعلق دو آیتیں ہیں جن سے کہ آخرکار یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف سود در سود ہی ناجائز ہے ایسے ہی شراب کے بارے میں نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ غور فرماویں کہ ایک جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان اور دوسری جگہ آیا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ کیا اس سے ایک شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ شراب اور جوا شیطانی حرکات کا موجب ہوں جب بھی حرام ہیں۔ ورنہ تھوڑی مقدار چونکہ خرابی کا باعث نہیں ہوتی اس لئے جائز ہیں۔ اور قرآن شریف بھی منافع للناس کہکر اس کے نفع کو تسلیم کرتا ہے اگرچہ اثمھما اکبر من نفعھما کہا ہے مگر وہ کثرت کے لئے ہے نہ کہ کم مقدار کے لئے بتلائے کہ اس کے جواز اور اس کے عدم جواز کی کیا دلیل ہے!

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہماری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ابتداً ہر ایک بدی اور بدکاری تھوڑی تھوڑی کی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ کر کے وہ انسان کو اول درجہ کا عادی بنا دیتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ سود کے لین دین میں کوئی عقلی اور اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی پھر مذہبی منا ہی کس مصلحت پر مبنی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے بارہ میں عقل اور مذہب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ عقل تو سود کے جواز کا فتوے دیتی ہے اور مذہب ہے کہ سود کے نام سے چڑتا ہے یہیں سے ہم عقل کی حکومت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر سود کا رواج ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا۔ اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہود نصاریٰ سب ہیں تو فرمہٰا اس کے مخالف ہیں اور پھر کیونکر خزانے دھڑنے سے لیتے ہی ہیں۔ اور دیتے بھی ہیں یہانتک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین ہو رہا ہے،، الحقوق والفرائض صفحہ ۴۳۹

ہمارے تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ جناب کے نزدیک عقلی اور اخلاقی برائی کسکو کہتے ہیں ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دینے میں اور اس سے گیارہ سو نقد وصول کر لیں آپ کے نزدیک نہ عقلی برائی ہے اور نہ اخلاقی مگر اس کے نفع و ضرر سے وہ آگاہ ہو سکتے ہیں کہ جس نے مثلاً ایک ہزار روپیہ لئے تو ہوں۔ تجارت میں لگانے کے لئے اور بدقسمتی کہ تجارت میں گھاٹا آگیا ہو۔ تو اس وقت عقلی اور اخلاقی بدی اور برائی کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ جس طرح سود کے لین دین میں عقلی اور اخلاقی برائی سمجھ میں نہیں آتی ایسے ہی شراب۔ اور زنا و جوے کے بارے میں کونسی اخلاقی و عقلی برائی ہے شاید فرماویں۔ کہ زناکاری میں حقوق العباد کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ کسبی و کنواری اور بیوہ سے زنا کرنے میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رہا جوا اگر اسکو بھی حقوق العباد کی ضمن میں لاکر آپ رد کرینگے تو ایک اسکا قائل اس پر یہ دلیل لاسکتا ہے کہ جیسے ہمارا روپیہ دوسرے کے ہاتھ میں جانا اس میں ممکن ہے ایسے ہی دوسرے کا ہمارے ہاتھ میں آنا پس اس میں اگر حق العباد کے تلف ہونے کا جرم ہے تو سود خوری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ایک بندہ خدا کی گاڑھے پسینے کی کمائی ایک مفت خورہ اڑا کر فقیر کرتا ہے۔ رہی شراب اس میں کسی کی نہ تو حق تلفی ہے اور نہ کچھ اور برائی ظاہراً نظر آتی ہے اگر ہے تو صرف صرف اپنے پیسہ کا نقصان ہے مگر لطف اور ذوق جو آتا ہے جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیسا عجیب و غریب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شراب کے جسقدر آج تک فوائد ظاہر ہوئے ہیں ان سے ایک باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہے۔

ہمارے تو یہی سمجھ میں آیا ہے کہ انسان محض دولت جمع کرنیکی خاطر پیدا نہیں ہوا ہے۔ مگر اوسکا جنم اس مادی دنیا میں یعبدون کے لئے ہوا ہے۔ اسی لئے القران المجید نے اس کے لئے وہی سبیل ظاہر فرمائی کہ جس سے اس کے اس مقصد میں نقص لازم نہ آوے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے سود خوری ـ جوا ـ شراب وغیرہ سے منع فرمایا ـ کیونکہ ان تمام میں پڑنے سے انسان ایک طرح کے فتنہ میں پڑجاتا ہے اور اصل مقصود کے فوت ہوجانے کا اندیشہ لازمی بات ہوجاتی ہے ـ قرآن شریف نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم دن رات میں پانچ وقت یہ کہا کرو کہ ایاك نعبد و ایاك نستعین ـ یعنی جو کہ قویٰ تو نے اے مولا کریم ! عطاء فرمائے ہیں اُن کو ہم بیکار یا بے فائدہ تصرف نہیں کرتے ہیں بلکہ ان سے کام لیتے ہیں اور تیرے اس عنایت کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے جو تو نے ہمکو ایسے عجیب وغریب لاثانی قویٰ عطا فرمائے ہیں تجھسے مدد بھی مانگتے ہیں یعنی خواہش کرتے ہیں کہ اے مالک ایسا وقت یا لمحہ ہمپر نہ آوے جو تیرے اس عطا کو محض بے سود خیال کرکے ایسا کام شروع کردیں جو نستعین یعنی امداد طلبی کے برخلاف ہو ـ اس میں شک نہیں کہ تجارت جس میں نفع و ضرر دونوں صورتیں ہوتی ہیں وہ اگر بے ایمانی دغابازی سے پاک صاف ہو تو وہ بھی خدا تعالےٰ سے امداد طلبی کی ایک سبیل ہے مگر سود خوری تو ایسا وتیرہ ہے کہ جس میں صرف ایک ہی پہلو ہے دوسرے پہلو کا نام ونشان نہیں یعنی صرف فائدہ ہی فائدہ ہو اور ہر وقت بڑھوتری کی کیا امید بلکہ یقین ہے جس سے انسان کا محنت ومشقت سے جی چرانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اسکی نیت ہمیشہ دوسرے کے مال پر لگے رہتے ہیں ـ جو اپنے گاڑھے پسینے سے کمائی کرتے ہیں مگر کسی وجہ سے اگر وہ نیدار ہوگئے مگر سود خور میاں کو کسی طرح کی فکر محنت کرنے کی نہ تو حاجت ہے اور نہ ضرورت بلکہ انکو کسی قسم کے خسارہ کا خواب وخیال ہی نہیں ـ پس نہ تو اسکو توکل کرنے کی ضرورت ہے اور نہ امداد طلبی کی حاجت ہے توکل کے معنے ہم یہی سمجھتے ہیں ـ کہ محنت بھی کرنا اور امداد بھی طلب کرنا جو صرف خشک توکل کرتا ہے اور محنت نہیں کرتا وہ خدا کو آزماتا ہے اور جو نری محنت کو باعث چین خیال کرتا ہے اور امداد طلبی کا خیال کرنا بُرا سمجھتا ہے وہ دہریت کے خمیر سے مرکب ہے ـ اس میں شک نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا ہے اور ایک رقم کثیر یا کچھ اسباب یا مال خرید کر کسیقدر منافع پر تھوڑا تھوڑا یا جسقدر فروخت ہوتا ہے ـ وہ توکل کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں مدنظر ضرور رکھتا ہے ـ مثلاً ایک شخص نے گندم (کنک) فی روپیہ بیس۲۰ سیر کے حساب سے خریدے اور وہ اٹھارہ۱۸ سیر کے حساب سے بیچکر دو سیر فی روپیہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ گندم کا نرخ اس سے زیادہ ارزان ہوجاوے اور اسکو بجائے فائدہ مال کے بجائے نقصان ہووے اس لئے خریدنے کے وقت اُس کا توکل ثابت ہے ـ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو پسند کرکے حکم دیا کہ احل اللہ البیع مگر سود خوری میں کوئی توکل کی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ کی ہی امید کیا بلکہ یقین ہے خواہ روپیہ ایک سوداگر پیشہ نے لیے ہوں اور اسکو کسی وجہ سے نقصان بھی آیا ہو ـ اس سود محمود کو اس کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ وہ تو رقم مع سود لیکر ہی اس غریب کا پیچھا چھوڑیگا ـ خواہ وہ گھر بیچ کر دے یا چھوڑ دے اور ضرور دے روپیہ مع خرچہ عدالت سے لے لیا جاویگا ـ یہی وجہ ہے کہ اس امر کو خدا نے ناپسند فرمایا حرم الربوٰا کا حکم صادر فرماکر اس تباہ کن مرض کے روکنے کے لئے قرار واقعی علاج تجویز کیا مگر آپ تو ایسے تباہ کن مرض کو نہ اخلاق برائی میں جگہ دیتے ہیں اور نہ عقلی برائی میں حالانکہ ایک

انسان کا سود کے پیچ میں آکر گھر بار اور جائداد کو کھو بیٹھنا نہ صرف اخلاقی بلکہ بڑے سے بڑی عقلی برائی ہے مگر سمجھائیں کسکو اور بتائیں کسکو کہ جب تو یہ حالت ہے کہ سود خوری کے بارے میں عقل ومذہب کی لڑائی نے آپ کے آگے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ عقل کی حکومت زبردست ہے کیوں ؟ اس لئے کہ مذہب نے بہتیرا ہی غل مچایا مگر سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کرسکا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب سود کو نہ روک سکا تو کیا زنا کو چوری کو ڈکیتی کو سینہ زوری کو جوئے شراب اور عیار پیشی کو روک سکا ؟ تو ان سب کا جواب نفی میں ہی ملتا ہے وجہ یہ کہ اگر مسلمان سود خور اور سود دینے والے موجود ہیں تو زناکاری کرنے والے چوری کرنے والے جواری شرابی وغیرہ بھی بہت سے ایسے ہیں جو اپنے کو مسلمانوں کا فرزند اور مسلمان ظاہر کرتے ہیں ـ تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذہب نے ان کو کیوں نہ روکا ـ آخرکار یہی کہنا پڑتا ہے کہ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر ان کے کاموں کو ہرگز ہرگز نہ روک سکا ـ اکیلا اسلام ہی زناکاری چوری ـ عیاری ـ ڈکیتی وغیرہ کا دشمن نہیں یہودی نصاریٰ کے علاوہ ہندو وغیرہ بھی تو مذہبًا اس کے دشمن ہیں پھر کھلے خزانے وہ برملے سے کرتے بھی ہیں تو کیا اس سے مذہب کا قصور لازم آویگا ؟ ہرگز ہرگز نہیں ! وجہ یہ کہ مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ ایک فعل کے عیب وثواب پر بہ ثبوت بحث کردے پس اگر مذہب کے ذمہ یہ کام بھی ہوتا ہے ـ کہ فرداً فرداً ہر ایک کو بالاکراہ والجبر سے ہر ایک عیب سے روکتا اور ہر ایک ثواب کا کام کراتا لامحالہ ہم اس اسباب کے تسلیم کرنے کے لائق ہوجاتے اور تجربہ اسبات پر شہادت دیتا کہ فی الواقع بدی اور بدکاری کا روکنا اسطرح ہوا کرتا ہے ـ وجہ یہ کہ جب صرف اس کے ذمہ یہ بات ڈالی گئی کہ وہ ہر ایک نیکی وبدی اور بدکاری کے عجیب وثواب پر بحث کرادے اور اسکے اثر سے یہ فائدہ پہنچا کہ ایک عالم محض اس کے پیروی کرنے سے گرداب ضلالت میں اوندھے منہ گرنے سے بچ گیا ـ اور جو گرے ہیں وے صرف ان راہوں سے اعماض کرنے کی وجہ سے گرے ہیں تو کیوں ہم یہ بات مان لیں ـ کہ ضرور بضرور وہ بدی اور بدکاری کے دروازے کو ایسا بند کرتا کہ گویا قفل فولادی لگادیتا مگر جبر واکراہ کا نہ تو اسکو اذن ہی دیا گیا ـ اور نہ اسمیں یہ قوت رکھی گئی اس لئے اُس کے ذمہ جو ڈیوٹی ڈالی گئی تھی وہ ادا کردی اور ادا کرتا ہے جو اس پر غور کرتے ہیں ـ وے فائدہ اُٹھاتے ہیں اغماض کرنے والے اوندھے منہ چاہ ضلالت میں گر کر ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر خسران مبین کے وارث بنتے ہیں ـ بتلائے کہ مذہب کا کیا قصور ہے ؟ قصور ہے تو ہماری کرتوتوں کا نہ کہ مذہب کا پس مذہب کے سر اسکا الزام لگانا کیسی نادانی کی دلیل خیال کی جاوے !ـ

اس میں شک نہیں کہ انسانی ہستی کے لئے عقل ایک روشن چراغ ہے اور اس کے وجود سے اُسکے بہتری کے بہت سے آرام وسلسلہ میسر ہوسکتے ہیں اور ہوئے ہیں اور یقیناً اس روشن چراغ نے ہی انسانی ہستی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے ـ مگر تاہم یہ بات ماننے کو کبھی تیار نہیں ہیں کہ مجرد عقل ہی

کیسی بات کا تصفیہ ہی کر سکتی کے قابل ہے بہی خیال فرمایئے کہ آپ بھی صاحب عقل و فراست ہیں اور ہم کو بھی خدائے تعالیٰ نے عقل اور سوچنے کا مادہ دیا ہے آپ کی عقل سود کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے مگر ہمارے عقل تجربہ صحیحہ کی مدد سے اسکو دیکھ دیتی ہے اور اس کو ایک خطرناک اور بنی آدم کے لئے تباہ کن فعل یقین کراتی ہے۔ اب کہاں سے ایسا جج تلاش کریں جو ہماری اور آپ کی عقل کا موازنہ کرکے آپ کے عقل اور ہماری عقل سے غلطی کو رفع ہونے کا فیصلہ کرے؟ لیکن نہ تو ہم ایسے بھولے میاں ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھیں اور نہ ایسے ہیں کہ عقل کو ہر ایک امر میں رہبری کا قرار واقعی یہاں ذریعہ دین۔ وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک عقل کے ساتھ ساتھ تجربہ صحیحہ بھی کچھ چیز ہے۔ سو جب ہم ان ہر دو کو لے کر غور و خوض سے کام لیتے ہیں تو لامحالہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے کاش! اگر سود کا چلن دنیا میں نہ ہوتا تو یہ سیکڑوں اور ہزاروں خاندان جو ہلاکت میں غرق ہو کر خراب و خستہ ہوئے ہیں نہ ہوتے۔ یہ سود کے چلن کے اٹھنے ہی ان کو فضول خرچی عیاشی اور تماش بینی کا فریفتہ اور گرویدہ کر دیا جس سے ان کی بنائی عزت اور جائیداد کو بیگانے ہاتھوں میں جانا پڑا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے دین کے علمار جو قرآن فہمی کا دم مارتے ہیں جن کو یہ گمان ہے کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے امور کو روکیں جو تباہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے الٹا ایسے امور کے لئے دلیری دلاتے ہیں۔ جو کہ فلاکت و نکبت کا نہ صرف ذریعہ ہے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انہیں کے اثر سے نکبت و ادبار نے آدبوچا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار محمد حسین لاہور چھاونی۔

دہرم چرچا کے جلسہ میں آریا سماج کی شیرین زبانی

لاہور کے "دہرم چرچا" کے جلسہ میں مختلف مذاہب کے لکچروں کے بعد ۴ دسمبر ۱۹۰۰ء کو آریا سماج کی طرف سے جو تقریر ہوئی اس میں بجائے اس کے کہ وید کا الہامی ہونا ثابت کیا جاتا یا آریہ دہرم کی کچھ خوبیاں ظاہر کی جاتیں۔ لیکچرار صاحب نے (جیسا کہ قدرتی طور پر اس گروہ سے توقع ہو سکتی ہے) تمام انبیائے کرام و کتب مقدسہ خصوصاً حضرت سید الانبیاء بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنی تعلیم کے خلاف انہی خود تراشیدہ لغو اعتراضات کو دہرایا۔ جو پنڈت لیکھرام مقتول اور دہرم پال وغیرہ علم عربی سے بے بہرہ ہونے کے سبب وضع کئے تھے۔ اور جن کے بیسیوں معقول اور دندان شکن جواب علمائے اسلام کی طرف سے شایع ہو چکے ہیں۔ جن میں صاف اور مدلل طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جن الفاظ کے معانی کو آریہ صاحبان محل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور محاورہ کے رو سے محققین اسلام کے نزدیک مسلم نہیں۔ پھر انہیں باتوں کو بار بار سود و اعتراض ٹھہرا کر بغلیں بجانا شاید آریہ صاحبان کے لئے مایہ ناز ہو تو ہو مگر کوئی عقلمند و انصاف پسند روا نہ رکھیگا۔ آریہ صاحبان بھی فی الحقیقت معذور ہیں۔ اگر وہ غیر مذاہب پر ناجائز حملے چھوڑ کر صرف وید مقدس کی خوبیان ہی بیان کرنی چاہیں تو کیا بیان کریں کیونکہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ انہی موجودہ تعلیم سے جسکو وید کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں آریہ صاحبان کسی روحانی منزل پر نہیں پہنچ سکے۔

آریہ لیکچرار صاحبان کو مناسب تھا کہ اسلام وغیرہ پر غیر مسلمہ اعتراضات تھوپنے کی بجائے وہ وید کی تعریف یوں فرماتے کہ وید وہ الہامی کتاب ہے جسکی سچی اطاعت سے فلان فلان زمانوں میں فلان فلان لوگ مقربان الٰہی بن گئے تھے جس کے ثبوت میں وہ زمانہ حال کے چند نمونے بھی پیش کرتے جو ایک حق پسند طبیعت کے لئے سود مند ہوتا کیونکہ اگر بقول آریہ صاحبان آج ویدوں میں وہ صداقت باقی نہیں جو کسی پہلے زمانہ میں تھی تو ایک طالب حق کے لئے ایسی کتاب کا عدم وجود برابر ہے۔ ہاں الہامی کتاب درحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اپنے سچے متبع کو ملہم اور قرب الٰہی بنا دینے میں ہر زمانے میں مقناطیسی اثر رکھتی ہو۔ سو یہ فضیلت اور عزت قرآن مجید کو حاصل ہے جس کے سچے پیرو ہر ایک عہد میں اس کمال سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور جن کے زندہ نمونہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ جلسہ مذکور کے اس لکچر میں جو جناب میرزا غلام احمد صاحب ارسال کیا تھا اس امر کو بلوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں یہ ہر ایک معقول مذہب کا مسلمہ اصول ہے کہ جس جماعت کے نزدیک مقدسوں کی توہین اور درشت زبانی جزو دین یا عبادت سمجھی جاوے وہ جماعت روحانیت سے بالکل بے نصیب رہتی ہے چنانچہ آریہ صاحبان کی مذہبی تعلیم اپنی موجودہ صورت میں اس نتیجہ کی گواہ ہے لیکن آریہ سماج کے لئے وہ وقت بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب ان کا کوئی خیر اندیش ریفارمر بدزبانی اور بیجا حملوں سے روک کر صرف اُن کی مذہبی خوبیاں بیان کرنے پر انہیں قانع کر دے ورنہ یہ تو ایک مجرب بات ہے کہ جو مذہب اپنی ذاتی خوبیوں کے لحاظ سے تہیدست ہو اور جسکا سرمایہ سوائے بے معنی اور دل آزا نکتہ چینی کے کچھ نہ ہو۔ یقیناً اس کے لئے یار فنا گھاٹ میں بیٹھی ہے جو ایک نہ ایک دن اس کا کام تمام کر دے گی۔

آخر میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ مذکور کے ولخراش لکچر سے نہ صرف مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ہے بلکہ ہندو کمیونٹی کے دیگر صلح جو فرقوں کے اکثر نیک نیت اصحاب بلکہ چند شریف طبع آریہ بھی اس کی طرف سے شاکی پائے گئے۔ حالانکہ آریہ لکچرار نے برہمو سناتن دہرمیوں سکھوں۔ وغیرہ کے مضامین یا عقاید کی ذرا بھی تردید نہیں کی جس سے شبہ ہوتا کہ شاید اب آریہ سماج ان فرقوں کے معتقدات سے کچھ اتفاق ہو چلا ہے۔ لیکن جب ہم آریہ گروہ کے گذشتہ لٹریچر پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق مبنی بر نفاق ہے ورنہ ان سب فرقوں کی تردید میں آج تک

ہزار صفحے سیاہ نہ کئے جاتے اور نہ ان کے بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر ان کی دل آزاری کیجاتی بہرحال نتیجہ میں یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ مد وہرم چرچا،، کو اگر واقعی دلچسپی و نتیجہ خیز بنانا منظور ہے تو آریہ صاحبان، . . . .

اس تو ہیں و دلآزاری کے طریق کو ترک کر دیں اور اپنی اپنی مذہبی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے دیں۔

خاکسار ماسٹر ولی اللہ اسسٹنٹ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو فرائیض انسانی میں سے ایک فرض ہے جو ہر ایک شخص کے لئے علی قدر مراتب ضروری و لازمی ہے اس معاملہ میں کلام مجید میں از حد تاکید پائی جاتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہے۔ سب سے بڑا اور ناصح تو خود اللہ تعالےٰ جل جلالہ عم نوالہ ہی ہے جس نے اپنے نہایت ہی پیارے انسانوں رسولوں - نبیوں کی معرفت بذریعہ الہام و وحی ہمیشہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کی دستگیری اور مشکلکشائی فرمائی۔ رسالت نبوت کا عہدہ ہی محض خیر خواہی خلایق کے لئے مقرر ہوا۔ قصص الانبیاء پڑھنے اور سننے سے ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی کو بخوبی پتہ لگتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہی کچھ ایسی قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں گویا درمیانی واسطہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے وہ محبت اور پیار کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ کے پورے مصداق اور مخلوق الٰہی کے ایسے خیر خواہ کہ ان کی بہبودی اور بھلائی میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہیں رکھتے۔ لوگوں کیطرف سے ٹھٹھہ مخول تمسخر سے شروع ہو کر گالی گلوچ - بدزبانی - بدگوئی بلکہ ایذا رسانی تکلیف دہی تک نوبت پہنچتی ہے۔ حتی کہ گھر بار مال جان تک اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی میں صرف کر دینے تک سے دریغ نہیں کرتے یا یوں کہو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں کہ ذرہ ذرہ سے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی آواز آنے لگ جاتی ہے۔ پہلی نبوتیں اور رسالتیں تو صرف بطور طوطیہ و تمہید کی تھیں۔ اور اب کی تعلیمیں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہی تھیں جنکا خلاصہ تھا۔ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ مگر ہماری سرکار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب کے سب مراتب مناقب انسانی تکمیل کو پہنچ کر خاتمہ کی نوبت پہنچ گئی۔ اور حکم ہوا۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا۔ انسانی کمال خواہ کسی قسم کا ہو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں موجود ہوگا۔ اسی لئے تو فرمایا گیا۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اب حضور والا کی مہر منیر براہ راست نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہو گیا۔ یہی معنے ہیں خاتم النبین کے۔ مگر الحمد اللہ والمنت کہ فنا فی الرسول ہو کر یا دوسرے لفظوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع ہو کر اور آپ کے قدم بقدم چلکر۔ رویا۔ الہام۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد۔ دین اسلام کی حفاظت و اصلاح و تجدید کی ضرور آتا ہے جو آیت استخلاف کے مطابق سچا جانشین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جاتا ہے گویا بروزی رنگ میں خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ وعظ و پند اصلی تو نبیوں اور رسولوں اور ان کے حقیقی جانشینوں ہی کا کام ہے یا جو لوگ ان کے پورے پورے پیرو اور تابعدار ہوں۔ جنہوں نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا سبق اچھی طرح یاد کر لیا ہو۔ ان کا وعظ حالی ہوتا ہے۔ نہ صرف قالی۔ وہ تضنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ہوتے ہیں ریاکاری سے سخت بیزار۔ وعظ سے پہلے ان اجری الا علی رب العلمین کی آواز بلند کرتے ہیں نبض شناس طبیبوں کیطرح مرض تشخیص کرکے علاج شروع کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور جراحوں کی طرح درشتی اور نرمی دونو سے کام لیتے ہیں نہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے نہ کسی کی شاباش اور واہ واہ کا خیال۔ یہ نہیں کہ آجکل کے واعظین کیطرح اس روحانی اور اصلی کام کو نفسانی اور نقلی بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے پھریں۔ جہاں گئے وہاں کے لوگوں کے خیالات و معتقدات کو مدنظر رکھتے ہوئے سریلی اور رسیلی آواز سے لگے زمین و آسمان کے قلابے ملانے۔ نہ توحید نہ رسالت نہ امامت نہ قیامت نہ عمل صالح کی ترغیب نہ اعمال بد سے ترہیب نہ اخلاص وریا میں فرق نہ سنت و بدعت میں تمیز نہ عبادت کی مملت غائی نہ گناہ اور نافرمانی کی فلاسفی نہ تقوی و طہارت کے فائدے نہ فسق و فجور کے نقصان۔ غرض کوئی کام کی بات تو چھیڑی تک نہیں۔ مگر مجلس وعظ کو ایسا گرمایا کہ کبھی ہنسایا کبھی رلایا۔ مسایل ایسے ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان نہ سر نہ پیر۔ عجائبات کا مجموعہ نادرات کا ذخیرہ۔ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے کبھی کسی مخالف فرقہ پر چوٹ کبھی کسی فریق مقابل پر اشارے کنارے نہیں نہیں کھلم کھلا پھبتیاں اور دل لگیاں۔ اور دل کھول کر اور جی بھر کر دوسروں پر بہتان بندیاں۔ مجلس اور اہل مجلس کو لوٹ لوٹ ہی تو کر دیا۔ سامعین بھی جیسی روح ویسے ہی فرشتے عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کے ساتھ ساتھ ہی لگے روپے پیسے اور کپڑے پھینکنے۔ آج ایک محلہ کی مسجد میں تو کل دوسرے محلہ کے کسی رئیس کے مکان کی چھت پر۔ غرض شہر شہر۔ گاؤں گاؤں۔ محلہ محلہ۔ گھر گھر واعظ ہوا۔ کسیکو معلوم تک نہ ہوا کہ پیدا کس لئے ہوئے ہیں اور ہمارے فرائیض منصبی کیا کیا ہیں۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالح کس چیز کا نام ہے۔

(باقی آئندہ)

اخبار الحکم کی ہفتہ میں دوبار اشاعت کا فیصلہ

جیسا کہ گذشتہ اشاعتوں میں لکھا جاتا رہا ہے ناظرین الحکم سے اس سوال کے متعلق استصواب کیا گیا تھا۔ مَیں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایک بھی کارڈ اسکے خلاف دفتر اخبار الحکم میں نہیں پہنچا۔ اس بنا پر یہ قطعی فیصلہ ہو جانا چاہئے تھا کہ الحکم کو مستقل طور پر ہفتہ میں دوبار کر دیا جاتا۔ کیونکہ ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید اخراجات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہیں۔ تاہم میں نے مناسب سمجھا ہے کہ فی الحال امتحاناً تین ماہ کے لئے الحکم کو ہفتہ میں دوبار کر دوں اور اگر اس عرصہ میں اسکی خدمات پسندیدہ ہوئیں اور عملی طور پر اس کی قدر کی گئی جس کی خدا کے فضل سے مجھے سرپرستان الحکم سے توقع ہے تو پھر یہ اجرا مستقل کر دیا جائے گا (انشاءاللہ العزیز) ورنہ نہیں اگرچہ یہ آزمایشی صورت انوکھی اور نرالی نظر آئیگی مگر مَیں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا اِس لحاظ سے آیندہ الحکم جو جنوری ۱۹۰۸ء سے شائع ہوگا اگر اس اشاعت کا موقعہ میری زندگی میں آیا تو اس کی اشاعت کی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی

۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰

اور ہر دو اشاعتوں کے مضامین کی ترتیب مناسب اور معقول ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ہوگی اور اخبار کو اُس رنگ پر لیجایا نیکی سعی کیجاویگی جو اسکی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو سکے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وابستہ ہیں اسی پر بھروسہ ہے اور وہی کارساز ہے۔ آخر میں مجھے اپنے ناظرین سے پھر یہ عرض کرنا ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہو۔ اور اس طرح پر اس سے فایدہ اُٹھانے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو۔

یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دو سو برس سے مسلمان ہو گئے تھے پھر بمقام آگرہ شُدھ کر لئے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جو آریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں جسارت کرنے کی عادت سے آگاہ ہیں اُن کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبر کو لفظ بلفظ سچا مان کر اظہار افسوس کر رہے ہیں اگر حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے اور اصل حالات بتلائے جائیں تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ خبر بھی آریہ غلط بیانی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کو گذشتہ سال متواتر اخبار راجپوت گزٹ لاہور۔ یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہوا ہے اُنہیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جو راجپوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو اس وقت شدھ کئے گئے ہیں۔ مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یا کسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے لئے اُنھوں نے سوائے اس کے کہ گوشت کھانا شروع کر دیا اور کوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تو اکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو اس نعمت خدا سے بہت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات باہر کر دیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے۔ ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ خدا کی وحدانیت آنحضرت صلعم کی رسالت قیامت اور ملایک وغیرہ پر ایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری سے مسلمان تسلیم کیا جائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہو کہ یہ آریہ لوگوں کی محض افترا پردازی ہے جو آپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں ورنہ خیال ہے

کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے۔ کبھی ایسا بیوقوف نہیں ہو سکتا کہ نیوگ سے مخرب اخلاق اور تاریخ سے لایعنی اور قانون قدرت کے برخلاف مسایل پر آسنا و صدقنا کہنے کو تیار ہو جائے۔

گذشتہ سال جب ایک دفعہ انہی راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی اور آریہ توجہ کریں" شایع کیا تھا تو ہم نے اس کے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام امرتسر نمبر ۱۰ جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شایع کروایا تھا جس میں ہم نے راجپوت گوٹ کے مختلف دفعہ ہائے کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے مذہباً مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور کہ یہ مت کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ مہاشے ان کو مسلمان بنا کر علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے پھر ایک تین صفحہ کا طول و طویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" یا انہی کے مترادف الفاظ تھے انکے عنوان سے شایع کیا تھا جس کے جواب میں ہم نے پھر اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم شدھی اور مسافر کا اپنی غلطی پر بیجا اصرار" چھپوایا تھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھکر اور زیادہ واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی نہ پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو۔ حتٰی کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ حضرات جو یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک بھی ایسی عادت ۔ رسم یا روش پیش کر دیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا ثبوت ہو سکے تو ہم مانیں کہ واقعی وہ مہذب پیچھلے کچھ نہ کچھ سچائی کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ جس مذہب کے عام پیروؤں کو چھوڑ کر پیشواؤں میں بھی ایسی صریح دروغگوئی کی جرأت موجود ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی مذہب حق نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوند کریم خالق کون و مکان جسے دنیا میں امور راستی پسند ہے وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو ایسی بداخلاقی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ (الراقم افسر ہوشیار پوری عفا)

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۳ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا پلیگ میڈیکل افسر گجرات تھا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض تشخیص کیا گیا تو تشنج نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کرایا گیا۔ وہ یورپین ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۲۱ تاریخ کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ ٹیکہ لگانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں تھیں سب برتی گئی تھیں۔ مزید برآں ٹیکہ لگنے ہوئے مقام پر کسی قسم کی سوزش کا نہ ہونا۔ اور ٹیکہ لگنے و علامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان تھوڑا ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چھ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی سے ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے خاصے ہیں۔ لڑکے کی مرض کا باعث غالباً وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اس کی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کر کے گورنمنٹ نے اس کی ماں کی درخواست کو منظور فرما کر غمزدہ ماں پر ترس کھایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہو گیا تھا۔ مگر اب پھر جاری ہے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق اطلاع

۱۔ مہمانوں کے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ بعض خاص اور اشد ضروری حالات کے ماتحت اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو قابل اعتراض نہ ہوگی عام طور پر فرش پر سونے کا انشاء اللہ معقول انتظام ہوگا۔

۲۔ مہمانوں کو ان کی فرودگاہ بتلانے کے لئے منشی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مامور ہونگے جو ان کو مدرسہ کے بڑے دروازے پر ملینگے۔ حتی الوسع ضلعوار جماعتوں کو اتارنے کا انتظام کیا جاویگا۔ اور ہر جماعت کے ڈیرہ کے لئے عام ضروریات مہیا کرنے کیلئے والنٹیر رکھے جائینگے۔ جو اطلاع ہونے پر فوراً انتظام کرینگے اس لئے اپنی ضروریات کے لئے والنٹیر مقررہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

۳۔ ہر آنے والی جماعت اپنی جماعت سے ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کر لے وہ اپنے رفقاء کی ضروریات اور آسایش کے متعلق مقرر شدہ والنٹیر کو اطلاع دیتا رہے گا اس طرح پر وہ جماعت گویا خود ذمہ وار ہوگی۔ اور اسے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

۴۔ ہر ضلع کی جماعت ہر پندرہ آدمیوں پر ایک کارکن آدمی جو مضبوط اور جفاکش ہو قادیان کی خادم جماعت کو کام کرنے کے لئے دیگی۔

۵۔ جن مکانوں میں احباب فروکش ہونگے ان کیلئے جو ضروری اشیاء ان کی تحویل میں خادمان قادیان کی طرف سے دی جائینگی۔ وہ ان کی احتیاط اور حفاظت کے لئے ذمہ وار ہونگے۔

۶۔ مہمانوں کو کھانا کھانے کیلئے ان اوقات مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی جو پہلے سے ان کو بتا دئیے جاویں گے۔ اگرچہ بعض احباب اپنے مقررہ اوقات پر کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن امید ہے وہ اتنے بڑے مجمع کے انتظام کو قائم رکھنے کی خاطر اور ضابطہ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے ان باتوں کا لحاظ رکھینگے۔ تاہم خادمان قادیان بھی ایسے امور کا پورا لحاظ کریں گے جو کسی اشد بے ضابطگی کے بدوں اپنے احباب کی آسایش اور آرام کا موجب ہوں۔

فی الحال یہ عام باتیں ہیں لکھدی ہیں بعض ضروری امور اور ہدایات ضرورتاً یہاں پہنچ جانے پر بھی دی جا سکیں گی۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آج ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء تک رعایتی کرایہ کا فیصلہ نہیں ہوا آج تار دیا گیا پھر امید ہے کوئی فیصلہ ہو سکے۔

الہامات اگلے ہفتہ میں درج ہوں گے ——— ایڈیٹر

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانہ حال میں بھی بہت سے علماء مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور ان میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر خود کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھینچتی ہے مذکورہ بالا عبارت گودن کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ یہ ایک نادر اور تعجب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو ہدایات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دیگئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی کیلئے اس کتاب کی قیمت ایک روپیہ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو نقشہ دیکھنے آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ گودن کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر گودن پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۲ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئے کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہوں گے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی۔

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

بچوں کی صحت

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مہتمم چھپکر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۲ر۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ فیصلہ آسمانی ۔ قیمت ۴ر۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲ر) اسلک مروارید حصہ اول ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر ۔ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر ۔ برہان الحق قیمت ۳ر مجاہد المسیح قیمت ۱ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر ۔ تفسیر سورہ نبت قیمت ۱ر ۔ نمونہ قرآن مجید ۱ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا ہر اوائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنوعوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں بلکہ ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بد عادتوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند ہی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ مند ہونگے اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ مدد اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۲

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سلطان معین مالک کارخانہ الحمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانۂ حال میں بھی بہت سے علما مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے ۔ ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں ۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور ان میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر خود کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھینچتی ہے مذکورہ بالا عبارت ... کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے ۔ یہ ایک نادر اور عجیب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو ابواب دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے ۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دیگئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی اکیلی اس کتاب کی قیمت کے لئے کافی ہے ۔ بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو نقشہ دیئے آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے ۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ چونکہ فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر ... پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی ۔ اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئے کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہوں گے ۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی ۔



سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ ۔ سید ہو ... دار کشمیری لکڑی کی ہینڈل کاک گین اور ربڑ کے نہایت پائیدار بہترین قیمت ... کرکٹ بیٹ سید ہو ... دار کشمیری لکڑی ... گین ہینڈل مع دوہرے ربڑ کے نہایت عمدہ ہے ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور گین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ ... گین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کیواسطے دو سٹ ایک سٹ ...	
ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ	...
... ۱۰ سٹ ایک سٹ وکٹ ایک بال فی بکس	...
فٹ بال عمدہ کالا ... پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار	...
" " "	...
بچوں کے لئے فٹ بال ... معہ بلیڈر	...
کرکٹ بال گسٹ ... نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	...
" " دھاگے کے بیچ	...
" " پریکٹس	...
کرکٹ ... فی کاپی	...

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ ... قسم پریکٹس بیٹ ۔ پریکٹس وکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور قیمت اس سے بہت کم میں اسکو ... کا مصداق پاتا ہوں ۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... کا ...

بچوں کی صحت



والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اسکاٹس امل‌شن

دینے میں توقف نہ چاہیئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیجائیں تو بچہ میں تنبیہ معلوم ہو ۔ بچہ خوش بشاش نہ چاہئیگا ... اور غذا جو صحت کی نشانی ہے ...

ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ... محدود) دواسازان لنڈن انگلینڈ